Faith and Discovery
January – June 2025 Vol:3, Issue:1
ISSN(p): 3007-0643
ISSN(e): 3007-0651

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمن چھوہرویؒ کا ایک مکتوب

A LETTER BY HAZRAT KHWAJA MUHAMMAD ABDUL RAHMAN CHOHARVI (RA)

صاحبزادہ محمد زاہد کریم
چیئرمین، پیر کامل الدین ایجوکیشنل کمپلیکس، بھیرہ شریف، ہری پور

ABSTRACT

This research article explores the spiritual philosophy and pedagogical contributions of Hazrat Khwaja Muhammad Abdul Rahman Choharvi (RA), a distinguished Sufi of the Qadiriyya order. Known for his profound spiritual insight, piety, and revivalist role, he emphasized the core purpose of Sufism as the establishment of a deep, experiential connection between the man and Almighty Allah. The study focuses particularly on a recently discovered letter (*maktub*) written by Choharvi to his deputy (*khaleefa)*, Hazrat Muhammad Fazl-ur-Rahman Bherwi, in which he advises the recitation of the Asma al-Husna with the vocative particle (*harf-e-nida*) thirteen or fifteen times. The letter, though brief, embodies deep spiritual and psychological insights into character building, spiritual elevation, and inner transformation through divine remembrance. The article analyzes the broader significance of reciting Asma al-Husna in Choharvi's teachings, drawing on his renowned works such as *Ahsan al-Husna* and *Majmua Salawat al-Rasool*, where the integration of names of Allah with spiritual psychology is evident. The

study also explores the mystical rationale behind the numbers 13 and 15 in the context of Sufi practices, referencing classical Sufi scholars including Sheikh Akbar Ibn Arabi and Khwaja Ubaidullah Ahrar, who provided numerological, symbolic, and ritualistic significance to such recitations. The paper concludes that Khwaja Choharvi's spiritual methodology presents a balanced synthesis of *Shariah* and *Tariqah*, characterized by both *jamal* (beauty) and *jalal* (majesty). His framework offers a spiritually holistic system of inner transformation that remains deeply relevant for seekers of the Sufi path today.

Keywords: *Asma al-Husna*, Choharvi, Divine Connection, Numerology, Remembrance (*Dhikr*), Spiritual Training, Sufism, *Tariqah*, Transformation

عارف کامل، صاحب علم لدنی، مصنف مجموعہ صلوات الرسول حضرت خواجہ محمد عبد الرحمٰن چھوہرویؒ سلسلہ عالیہ قادریہ کی وہ جلیل القدر ہستی ہیں جنہوں نے اپنے زہد و تقویٰ، کمال معرفت اور روحانی بصیرت و قوت کے ذریعے نہ صرف سلسلہ عالیہ قادریہ کا احیاء کیا بلکہ آپ نے اپنی ہدایات اور جامع تصانیف کے ذریعے سے ایسا نظام تربیت بھی عطا کیا جس پر چل کر سالکان راہ طریقت حقیقت کی معرفت کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ تصوف کا مقصد اللہ اور بندے کے درمیان تعلق قائم اور مستحکم کرنا ہے۔ تصوف کے طریقے پر چلنے کے نتیجے میں تمام مقامات، مراحل، مشاہدات، مکاشفات اور انکشافات کا حاصل اللہ کے ساتھ تعلق کا یقین اور اس کا تجربہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ان سب کے نتیجے میں بندے کو تعلق باللہ کے بارے میں شرح صدر اور تجربہ حاصل نہ ہو تو ان سب کی حیثیت وہم و گمان کی رہے گی۔

حضرت خواجہ محمد عبد الرحمن چھوہرویؒ تاریخ تصوف کی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی تعلیمات میں اور شریعت اور طریقت کو ایسے جامع انداز سے جمع کیا کی آپ کا طریقہ جمال و جلال کا حسین امتزاج اور توازن و اعتدال کا مظہر بن گیا۔ آپ کی تصنیف لطیف مجیر العقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول المسمی بہ مجموعہ صلوات الرسول اس امر کی گواہ ہے۔ حضرت خواجہ محمد عبد الرحمن چھوہروی نے اپنی حیات پاک کے دوران اپنے خلفاء وابستگان اور مریدین کو مختلف مواقع پر خطوط لکھے جو مکتوباتِ رحمانیہ کے نام سے شائع بھی ہو چکے ہیں۔ یہ خطوط سالکین راہ حق کے لئے رہنمائی کا ان گنت سامان رکھتے ہیں۔ حال ہی میں آپ کا ایک خط دریافت ہوا ہے جو آپ نے اپنے خلیفہ حضرت محمد فضل الرحمان بھیروی کے نام لکھا تھا۔ یہ خط مختصر ہونے کے باوجود اپنے معانی و مفاہیم روحانی تاثیر اور تربیتی انداز کے لحاظ سے بہت ہی جامعیت کا حامل ہے۔ آپ کا یہ مکتوب اس وقت آپ کے دست اقدس کی لکھی ہوئی ہمارے پاس واحد تحریر ہے۔ اس خط کا عکس اور متن درج ذیل ہے:

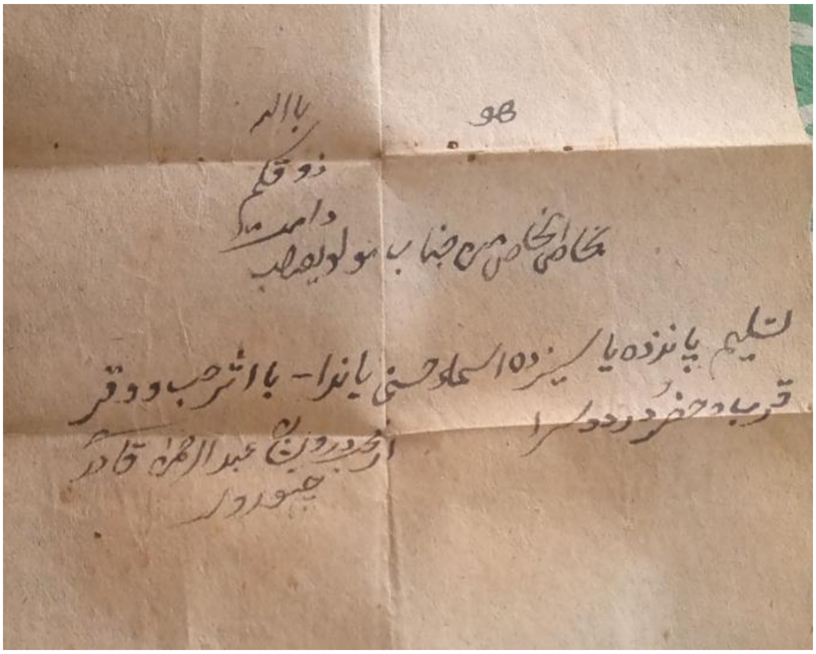

هو

بخاص الخاص من جناب مولوی صاحب **دامت ذوقکم باللّٰہ**

تسلیم پانزدہ یا سیزدہ اسماء حسنٰی باندا۔ باثر حب وو قرو قرب وحضرو درد و سرا

از محب درویشان عبدالرحمٰن قادری چھوروی

آپ کا خط یہ حضرت محمد فضل الرحمٰن بھیروی کے نام ہے۔ حضرت محمد فضل الرحمن بھیروی آپ کے خلیفہ تھے۔ اس خط میں آپ نے حضرت فضل الرحمان بھیروی کو اسمائے حسنیٰ حرف ندا کے ساتھ پندرہ یا تیرہ مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اذکار اور اسمائے حسنیٰ کے ذریعے شخصیت کی تعمیر و تشکیل آپ کی تعلیمات کا ایک اہم گوشہ ہے۔ آپ نے اپنی تصنیف لطیف احسن الحسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ میں جہاں اسمائے حسنیٰ کے اذکار اور اوراد تعلیم فرمائے، وہاں آپ نے اسمائے حسنیٰ کے ذریعے فکر اور شخصیت میں تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین اور تعلیم فرمائی اور ہر ہر اسم الٰہی سے کردار کی تعمیر اور روحانی ترفع کے حصول کے نکات کو بھی واضح فرمایا:

ا۔ اسم الٰہی "یاملک" کے اذکار و اوراد کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

فائدہ: پس جب بندے نے یہ جانا تو بندہ درگاہ اس کا اور گدا گر اس کی گلی کا ہووے اور طلب عزۃ کا (دارینی) اس کے آستانہ عالیہ پر کرے اور واجب ہے کہ تعلق کرے بیچ جناب قدرت و تصرف اس کی کے اور بے نیاز ہووے سب سے بالکل اور ظاہر نہ کرے احتیاج اپنی ان سے اور ڈر اور امید نہ رکھے ماسوی اللہ کی اور تصرف کرے ملک دل اور نفس اور قالب اپنے میں اور مالک ہووے اعضا اور قوی اپنے کا اور مسخر کرے ان کو بطاعت حق اور احکام شرع پر تا پادشاہ عالم وجود اپنے کا ہووے ۱۲۔ (چھوہروی، ۲۰۱۷، ص ۱۲۳)

ا۔ اسم الٰہی "سلام" کے اذکار و اوراد کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

فائدہ: حق اسلام کا یہ ہے کہ سلامت رہے مسلمان ہاتھ اور زبان اس کی سے اور بہت شفقت کرے ان پر پس اپنے سے بڑی عمر والے کی کثرت طاعت سے ایمان و معرفت میں افضلیت جانے اور چھوٹوں کو گناہ کم دیکھ کر بہترین سمجھے۔ اور اگر کوئی مسلمان عذر مند اور قصور مند عذر چاہے تو قبول کرے اور قشیری نے کہا کہ رجوع کرے اپنے مولا کی طرف ساتھ قلب سلیم کے ۱۲۔ (چھوہروی، ۲۰۱۷، ص ۱۲۴)

ا۔ اسم الٰہی "عزیز" کے اذکار و اوراد کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

فائدہ: یہ بھی ثابت ہے کہ بندہ غالب ہووے نفس اور شیطان اور شہوت اور حرص و ہوا پر۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پہلوان کس کو کہتے ہو۔ عرض کی کہ جو چند آدمیوں پر غالب ہو آپ نے فرمایا نہیں پہلوان وہ ہے جو نفس و شیطان پر غالب آوے اور بے مثل ہو علم و عمل و عرفان میں اور عزت دیوے اپنے نفس کو ساتھ ترک سوال کے مخلوق سے اور ذلت سوال سے بچے۔ اور بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو عزیز اس طرح جانا کہ عزیز کیا امر و طاعت اس کی کو اور جس نے سہل جانا اس کے امر کو اس نے نہ جانی عزت اس کی۔ اور کہا ابو العباس نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں دیکھی عزت میں نے مگر بیچ بلند رکھنے ہمت کے مخلوق سے ۱۲ (چھوہروی، ۲۰۱۷، ص ۱۲۷)

ا۔ اسم الٰہی "جامع" کے اذکار و اوراد کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

فائدہ: جمعیت سالک کی یہ ہے کہ جمع کرے علم و عمل کو اور کمالات نفسانی اور جسمانی کو اور سعی کرے پیچ جمع کرنے فکر اور تسکین دل اور جمعیت مع اللہ کے بیت

در جمعیت کوش تا ہمہ ذات شوی

ترسم کہ پراگندہ شوی مات شوی

(چھوہروی، ۲۰۱۷، ص۱۸۸)

مندرجہ بالا خط میں آپ نے جو اسمائے حسنیٰ کو پڑھنے کی تلقین فرمائی اس میں تین نکات بہت اہم ہیں:

۱۔ اسمائے حسنیٰ کو حرف ندا کے ساتھ پڑھا جائے

۲۔ اسمائے حسنیٰ کو پندرہ مرتبہ پڑھا جائے

۳۔ اگر پندرہ مرتبہ ممکن نہ ہو تو اسمائے حسنیٰ کو تیرہ مرتبہ پڑھا جائے

ان تینوں نکات پر غور اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ آپ عبد اور معبود کے درمیان تعلق کے حوالے سے اسمائے حسنیٰ کی اہمیت کو اجاگر فرما رہے ہیں۔ احادیث پاک میں حرف ندا کے ساتھ اسماء کو پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حرف ندا کے ساتھ اسماء حسنیٰ کو پڑھنے کا صوفیا کے ہاں معمول رہا ہے جس کی حکمتیں بے شمار ہیں۔ خود حضرت خواجہ محمد عبدالرحمن چھوہروی نے مجموعہ صلوات الرسول میں حرف ندا کے ساتھ اسمائے حسنی شامل فرمائے ہیں۔ (چھوہروی، ۱۹۸۲، جزو ۱، ۶، ۵) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ اور دیگر مشائخ نے اپنی تصانیف میں اس نکتے کی توضیح فرمائی ہے۔ اسی طرح اسمائے حسنیٰ کو پندرہ مرتبہ پڑھنا بھی حکمت سے خالی نہیں۔ مشائخ نے اوراد و اذکار کو پندرہ مرتبہ پڑھنے کی حکمت بیان کی ہے۔ اسی طرح اسمائے حسنیٰ ۱۳ مرتبہ پڑھنا بھی اس کے عدد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ مشائخ نقشبند کے ہاں تیرہ مرتبہ یا تیرہ کے عدد کا استحضار ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ مشائخ نقشبند کے ہاں تو پندرہ مرتبہ اسمائے حسنی یا کسی بھی ذکر کو پندرہ مرتبہ پڑھنے کی کئی جہات ہیں۔ جن میں سے ہر جہت کئی برکات کی حامل ہے۔ خواجہ عبیداللہ احرار رسالہ انفاس نفیسہ میں فرماتے ہیں:

بعدہ بہ نیاز تمام صد بار استغفر اللہ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنبٍ اذنبتہٗ عمداً اَوْ خَطَاء سِرًا وَعَلَانِیَۃ وَاتُوبُ إِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِی لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوبِ وبعد ازاں بہ نماز تہجد مشغول شود و دو رکعت نیت کردہ دوازدہ رکعات بہ شش سلام بگذارد و دو رکعت اول بعد از فاتحہ آیہ الکرسی و در دوم امن الرسول بخواند۔ و در ہشت رکعت سورۃ یٰسین بخواند دہ دہ آیت در ہر رکعت ازین ہشت رکعت در رکعت اول بعد از فاتحہ تا انا نحن نحیی الموتی و در دوم تا وَ مَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي و در سوم تا و آیہ لَهُمُ الْأَرْضُ المیتۃ و در رکعت چھارم تا انا حملنا و در رکعت پنجم تا ونفخ فی الصور و در رکعت ششم تا وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنکُم و در رکعت ھفتم تا و اتخذوا من دُونِ اللہ و در رکعت ہشتم تا آخر سورہ و در دو رکعت دیگر سہ سہ بار سورہ اخلاص بخواند۔ و این روش خواجہ یوسف ابو ایوب ہمدانی است کہ پیر پیر سلسلہ خواجگان است قدس اللہ تعالیٰ ارواحم۔ بعضی در ہر رکعت یک نوبت سورہ یٰسین خواند اند۔ و بعد ازان دو رکعت دیگر نشستہ بگذارد و مجموع در حقیقت سیز دہ رکعت می شود چرا کہ دو رکعت نماز نشستہ بمنزلہ یک رکعت نماز است ادامی شود۔ و این از برای آنست کہ ادائے نماز طلاق واقع شود چرا کہ اللہ تعالی سبحانہ فرد است۔ (احرار، ۱۹۵۸ء، ص۷)

ترجمہ: بعد از ہر کام کو اللہ کی رضا کے لئے ترک کرنے کے بعد، میں سو مرتبہ استغفر اللّٰہ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنبٍ اذنبتہٗ عمداً اَوْ خَطَاء سِرًا وَعَلَانِیَۃً وَاتُوبُ إِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِی أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِی لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلامُ الْغُیُوبِ پڑھتا ہوں اور اس کے بعد نماز تہجد کی نیت کرتا ہوں۔ دو رکعت نماز کے بعد بارہ رکعات کو چھ سلام کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں امن الرسول پڑھتا ہوں۔ آٹھ رکعتوں میں سورہ یٰسین کو دس دس آیات کے حساب سے ہر رکعت میں اس طرح پڑھتا ہوں کہ پہلی رکعت میں انا نحن نحیی الموتی تک، دوسری میں وَمَالی لَا أَعْبُدُ الَّذِی تک، تیسری میں لَهُمُ الْأَرْضُ المیتۃ تک، چوتھی میں انا حملنا تک، پانچویں میں ونفخ فی الصور تک، چھٹی میں وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنکُم تک، ساتویں میں

اتخذوا من دُونِ اللہ تک اور آٹھویں رکعت میں سورہ کا آخری حصہ۔ مزید دو رکعتوں میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھتا ہوں۔ یہ طریقہ خواجہ یوسف ابو ایوب ہمدانی کا ہے جو سلسلہ خواجگان کے پیر ہیں۔ کچھ لوگ ہر رکعت میں ایک بار سورہ یٰسین پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد مزید دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتا ہوں، جس سے کل رکعات کی تعداد تیرہ بن جاتی ہے کیونکہ دو رکعت بیٹھ کر ایک رکعت کے برابر شمار کی جاتی ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ نماز طلاق کا عمل مکمل ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرد ہے۔

فتوحات مکیہ میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

فاعلم أن الصلوات المشروعة فرضا وسننا مؤكدة بين النافلة والفريضة ثمانية، كما إن الأعضاء المكلفة من الإنسان ثمانية. لأن الذات مع نسبها المعبر عنها بالصفات ثمانية. فهذه الثمانية هي: الذات والحياة والعلم والإرادة والكلام والقدرة والسمع والبصر، والإنسان المكلف ذات حية عالمة مريدة متكلمة قادرة سميعة بصيرة۔ وأما الأعضاء المكلفة أعني التي بفعل الإنسان بها ما كلف إن يفعله أو يتركه فهي ثمانية: الأذن والعين واللسان واليد والبطن والفرج والرجل والقلب۔ وأما الصلوات الثماني المشروع الفعل بها فرضا وسنة مؤكدة فالصلوات الخمس والوتر من الليل والجمعة والعيدان والكسوف والاستسقاء والاستخارة والصلاة على الجنائز۔ (ابن عربی،۱۹۹۸ء، ص۴۷۹)

پس جان لو کہ فرض اور مؤکدہ سنت نمازیں، جو نفل اور فرض کے درمیان ہیں، آٹھ ہیں۔ جیسے کہ انسان کے مکلف اعضاء بھی آٹھ ہیں، کیونکہ ذات کے ساتھ اس کی نسبتیں، جو صفات سے تعبیر ہوتی ہیں، آٹھ ہیں۔ یہ آٹھ ہیں: ذات، حیات، علم، ارادہ، کلام، قدرت، سمع اور بصر۔ مکلف انسان ایک زندہ ذات ہے جو علم رکھنے والی، ارادہ کرنے والی، کلام کرنے والی، قدرت رکھنے والی، سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔ اور مکلف اعضاء، یعنی وہ اعضاء جن سے انسان وہ افعال کرتا ہے جن کا مکلف ہے کہ

انہیں کرے یا چھوڑ دے، آٹھ ہیں: کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پیٹ، شرمگاہ، پاؤں اور دل۔اور جو آٹھ نمازیں شریعت میں فرض اور مؤکدہ سنت کے طور پر مشروع ہیں وہ یہ ہیں: پانچ فرض نمازیں، رات کی وتر نماز، جمعہ، عیدین، کسوف (گرہن کی نماز)، استسقاء (بارش کی دعا)، استخارہ اور جنازے کی نماز۔

اگر ہم حضرت شیخ اکبر کے اس فرمان کو سامنے رکھیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ روحانیت میں پندرہ کے عدد کی اہمیت کیا ہے۔ یہاں حضرت شیخ نے اس نکتے کی وضاحت کی ہے کہ فرض اور مؤکدہ سنت نمازیں آٹھ ہیں، انسان کے مکلف اعضاء (یہ حضرت شیخ کی کمال بصیرت ہے کہ اس میں حضرت نے شامہ کو شامل نہیں کیا) آٹھ ہیں اور ذات کے ساتھ نسبت کی جانے والی بنیادی صفات بھی آٹھ ہیں۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک کی ہفتے کے سات دن کے ساتھ نسبت و ربط قائم کیا جائے، جو ادائے فرض، تکمیل اعمال اور ظہور کمال وجود کا ظرف ہے، تو یہ عدد پندرہ ہو گا۔ بصورت دیگر اگر دو مؤکدہ سنت نمازوں (کسوف و استسقاء)، دو مکلف اعضاء (پیٹ اور دل)، اور دو صفات (سمع و بصر) کو شامل نہ کیا جائے تو یہ عدد تیرہ ہو گا۔ یعنی حضور چھوہروی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس مکتوب شریف میں اسمائے حسنیٰ پڑھنے کے لیے وہ اعداد متعین فرمائے جو کائناتی معنویت اور روحانی اسرار کے حامل ہیں۔

حضرت چھوہروی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے مکتوب کے آغاز میں جو دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے، ان میں "ذوق" کا استعمال خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ آپ نے حضرت محمد فضل الرحمٰن بھیروی کے لیے اللہ کے قرب کی طلب اور عبادت و اطاعت میں ذوق و شوق کے تسلسل کی دعا فرمائی۔ یہ دعا محض رسمی الفاظ نہیں، بلکہ ایک گہری روحانی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ "ذوق" وہ لطیف باطنی کیفیت ہے جو عبادت و اطاعت کی محض ظاہری ادائیگی سے آگے بڑھ کر دل کو لذتِ بندگی سے آشنا کرتی ہے۔ یہی ذوق عبادات میں تسلسل، مزاج میں استقامت، اور روح میں اخلاص پیدا کرتا ہے — جو سلوک کی راہ میں ایک لازمی زادِ راہ ہے۔ (غزالی، ۱۹۹۶، ص۵۶)

امام غزالی نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "المنقذ من الضلال" میں "ذوق" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تصوف کا راستہ، ذوق کا راستہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کے حقائق صرف ظاہری علم یا محض عقلی دلیل سے حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو صوفیاء کے تجربات اور روحانی احوال کو عام فہم زبان میں بیان کرنے کو دشوار بلکہ بعض اوقات محال بنا دیتا ہے۔ صوفیائے کرام جن روحانی مقامات پر فائز ہوتے ہیں، ان کے بیان میں قوتِ ناطقہ اس قدر عاجز ہو جاتی ہے کہ کوئی تعبیر بھی ایسی نہیں ہو سکتی جو کسی نہ کسی صورت میں خطا سے خالی ہو۔ کیونکہ جس شخص کو تصوف کا ذوق عطا نہیں کیا گیا، وہ تصوف کی حقیقت کو صرف ایک اصطلاح یا لغوی مفہوم تک ہی محدود سمجھتا ہے۔ مزید بر آں، اولیاء اللہ کی کرامات دراصل انبیاء کرام کے احوال کی جھلک اور ان کے روحانی فیوض کا نقطۂ آغاز ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ محض علمِ ظاہر سے سمجھ میں نہیں آتا، بلکہ اس کے لیے باطنی ذوق ناگزیر ہے۔ (غزالی، ۱۹۹۶، ص۵۶)

ذوق کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ اگرچہ صوفیاء کے احوال اور ان کی روحانی کیفیات کی تفصیلات مطالعۂ کتب اور دلائل و براہین کے ذریعے کسی حد تک معلوم کی جاسکتی ہیں، تاہم ان کا حقیقی ادراک صرف اس وقت ممکن ہوتا ہے جب آدمی خود اس کیفیت سے گزرے، اس کی مشق کرے، اور اسے مسلسل اختیار میں لائے — یہی کیفیت ذوق کہلاتی ہے۔ امام غزالی کے مطابق، ایمان کے تین درجات ہیں:

محض حسنِ ظن کے تحت قبول کرنا،

سن کر دل سے مان لینا،

خود تجربہ کر کے یقین حاصل کرنا۔

ان میں اعلیٰ ترین درجہ وہ ہے جس میں انسان کسی حقیقت کو براہِ راست تجربہ کے ذریعے تسلیم کرتا ہے — اور یہی درجہ ذوق پر مبنی ایمان کہلاتا ہے، جو نہ صرف علم الیقین بلکہ عین الیقین کی طرف پیش قدمی ہے۔ (غزالی، ۱۹۹۶، ص۵۷)

امام غزالی، "ذوق" کی عملی جہت کو فرامینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ذوق کی حقیقت کی تصدیق اور تائید اس وقت ممکن ہوتی ہے جب

انسان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان ارشادات کو عملاً آزمائے جو تصفیۂ قلب اور روحانی اثرات سے متعلق ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص اپنے علم پر عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا فرما دے گا جسے وہ جانتا نہ تھا۔ "

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ عمل، ذوقی علم اور باطنی بصیرت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی ظالم کی مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس ظالم کو اس پر مسلط کر دے گا۔ " یہ روحانی اثرات کی ایک قسم ہے، جو عمل کے نتائج کو باطنی تناظر میں ظاہر کرتی ہے۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: "جو شخص صبح اس حال میں کرے کہ اس کی صرف ایک ہی فکر ہو، اور وہ تقویٰ ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام غم دور فرما دیتا ہے۔ " (غزالی، ۱۹۹۶، ص ۶۴)

یہ تمام فرامین اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ علمِ حقیقی وہ ہے جو ذوق، مشاہدہ، اور روحانی تجربے کے ذریعے حاصل ہو۔ یہ ایسا علم ہے جو گویا دستِ گرفتہ ہو — یعنی انسان نے اسے عملاً تھام لیا ہو، صرف سنا یا پڑھا نہ ہو۔ امام غزالی کے نزدیک یہ علم و یقین، جو روحانی تجربے پر مبنی ہوتا ہے، صرف طریقِ صوفیہ کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (غزالی، ۱۹۹۶، ص ۶۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں اس طرح مشغول ہوئے کہ پوری رات صرف ایک ہی آیت کی بار بار تلاوت کرتے ہوئے گزار دی۔ یہ کیفیت اس بات کی مظہر ہے کہ قرآن کے الفاظ محض تلاوت کے لیے نہیں، بلکہ ان کے معانی میں غرق ہو کر دل و جان کو سیراب کرنے کے لیے ہیں۔

اسی روحانی انہماک کی ایک اور جھلک حضرت عبد اللہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نظر آتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

" میں ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں مشغول تھے، اور آپ کے سینۂ اقدس سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کھولتی ہوئی ہنڈیا سے آواز آتی ہے۔ "

یہ جذب و شوق، خشیت و محبت کا وہ مظہر ہے جو صرف عاشقانِ الٰہی کے قلوب سے بر آمد ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ایک عظیم الشان حدیث قدسی بھی ملتی ہے، جس میں آپ فرماتے ہیں:

" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی سنت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سُنته فقال: المعرفة رأس مالي، والعقل أصل دِيني، والحب أساسي، والثقة كَنزي، والحزن رفيقي، والعلم سلاحي، والصبر ردائي، والرِّضا غنيمتي، والفقر فخري، والزُّهد حِرفتي، واليقين قوَّتي، والصدق شفيعي، والطاعة حسْبي، والجهاد خُلُقي، وقُرَّة عيني في الصلاة۔ (قاضی عياض، كتاب الشفا)

'معرفت میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی جڑ ہے، محبت میری بنیاد ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، غم میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میرا سرمایہ ہے، فقر میرا فخر ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری قوت ہے، صدق میرا شفیع ہے، طاعت میرے لیے کافی ہے، جہاد میرا شیوہ ہے، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔' (القادری، ۲۰۰۱، ص ۹۸)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان سنتے تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی جیسے آپ کسی کو بھی پہچانتے نہ ہوں۔ یہ کیفیت اس درجے کی روحانی انہماک کی علامت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قربِ الٰہی میں محو کر دیتی تھی۔ بعض اوقات یہ حال اس قدر شدید ہوتا کہ سوائے ذاتِ حق کے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی چیز محسوس ہی نہ ہوتی۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ کی معیت اور قرب کی تجلیاتِ

خاصہ میں غرق تھے۔ کیفیت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ کو پہچانا ہی نہیں اور دریافت فرمایا:

"تو کون ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"ابو بکر کی بیٹی ہوں۔"

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی کیفیت میں ڈوبے رہے اور پھر سوال فرمایا:

"ابو بکر کون؟"

حضرت عائشہ نے عرض کیا:

"ابو قحافہ کے بیٹے۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید دریافت فرمایا:

"ابو قحافہ کون ہیں؟"

یہ روحانی غلبہ اور محویت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ پر ہیبت وخوف طاری ہو گیا اور وہ آہستگی سے واپس چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حال سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ نے تمام ماجرا عرض کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے عائشہ! میرے اور میرے رب کے درمیان بعض ایسے خاص لمحات آتے ہیں جن میں مجھے وہ قرب حاصل ہوتا ہے کہ اس مقام پر نہ کوئی نبیِ مرسل پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ۔" (القادری، ۲۰۰۱، ص ۱۰۰)

یہ واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قربِ الٰہی کی بعض کیفیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو انسانی ادراک سے ماورا، الفاظ سے بلند، اور محض ذوق و مشاہدہ سے قابلِ فہم ہیں—وہی مقام جہاں ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ذاتِ حق میں فنا ہو جاتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس

موقع پر حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کیا: "اے اُم المؤمنین! ہمیں وہ عجیب ترین واقعہ بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خود دیکھا ہو۔"

یہ سنتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری زندگی، تمام افعال و اعمال، اقوال و اخلاق سراپا محبت و عظمت تھے، مگر ایک واقعہ ایسا ہے جو میرے دل پر ہمیشہ نقش رہا۔"

آپ نے بیان فرمایا: "ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے حجرے میں تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں آرام فرمانے لگے۔ لیکن پھر یکایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جسمِ اطہر کو مجھ سے جدا کیا اور ارشاد فرمایا: "اے عائشہ! کیا تم مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دو گی؟"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے تو آپ کا قرب محبوب ہے، مگر جو چیز آپ کو محبوب ہو، وہی میرے لیے بھی پسندیدہ ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھے، گھر میں موجود ایک مشکیزہ کی طرف متوجہ ہو کر وضو فرمایا، اور نہایت اعتدال کے ساتھ پانی استعمال کیا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیام میں مشغول ہو گئے اور قرآنِ مجید کی تلاوت فرمانے لگے۔ جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گریہ وبکاء کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آنسو اس قدر زیادہ بہنے لگے کہ آپ کی ریشِ مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ ریز ہوئے، اور دائیں پہلو کے بل لیٹ کر دایاں ہاتھ اپنے رخسارِ مبارک کے نیچے رکھا—اور مسلسل روتے رہے، یہاں تک کہ زمین بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تاکہ نمازِ فجر اور جماعت کی اطلاع دیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حالت میں پایا تو عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ اس قدر رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کی مغفرت کا اعلان فرما دیا ہے"! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے بلال! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید فرمایا: "میں کیوں نہ روؤں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا بڑا کرم اور احسان فرمایا ہے؟" (القادری، ۲۰۰۱، ص ۱۰۳)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ:"غزوۂ بدر کی شب میں نے یہ منظر دیکھا کہ لشکر اسلام میں سے کوئی بھی قیام میں نہ تھا،نہ کوئی نوافل ادا کر رہا تھا۔ ہر ایک پر نیند اور تھکن غالب تھی، مگر صرف رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک درخت کے نیچے کھڑے عبادت میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری رات نماز ادا کرتے رہے اور اشک بار رہے۔ " (القادری،۲۰۰۱، ص ۱۰۳)

حضور چھوہروی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے مکتوب میں اسمائے حسنہ کی مخصوص تعداد کے ساتھ تلاوت و ذکر کی ہدایت، اور اس سے پہلے احوالِ ذوق کے حصول و دوام کا جو تذکرہ فرمایا ہے، وہ تربیتِ نفس اور محبتِ الٰہی کے حصول کا ایک جامع منہج پیش کرتا ہے۔ یہ منہج نہ صرف قربِ الٰہی کی راہ ہموار کرتا ہے، بلکہ اس پر استقامت اختیار کرنے والا سالک، معرفتِ حق اور قرب کے انوار و برکات کو اپنی زندگی میں شعور، تجربہ اور مشاہدے کے ساتھ مجسم دیکھتا ہے۔

کتابیات

۱. ابن عربی، شیخ اکبر محی الدین، (۱۹۹۸ء) **الفتوحات المکیہ**، الباب التاسع والستون فی معرفۃ أسرار الصلاۃ وعمومھا، دار احیاء تراث العربی

۲. احرار، خواجہ عبید اللہ، (۱۹۵۸)، **رسالہ انفاس نفیسہ**، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، حاجی محبوب الٰہی مالک سندھ ٹیزی و مہر ٹیکسٹائیل مل، حید آباد، سندھ

۳. چھوہروی، محمد عبد الرحمن، حضرت خواجہ، (۱۹۸۲)، حضرت خواجہ، **مجموعہ صلوات الرسول**، انجمن رحمانیہ احمدیہ سنیہ، سولہ شہر، چاٹگام، بنگلہ دیش

۴. چھوہروی، محمد عبد الرحمن، حضرت خواجہ، (۲۰۱۷)، **احسن الحسنیٰ شرح اسماء الحسنٰی**، دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

۵. الغزالی، امام ابو حامد محمد بن محمد،(۱۹۹۶)، تلاش حق اردو ترجمہ المنقذ من الضلال، ترجمہ ڈاکٹر خالد حسن قادری پنجاب اوقاف اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

۶. القادری، ڈاکٹر محمد طاہر،(۲۰۰۱)، نور الابصار بذکر النبی المختار، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور

7. Ahrar, Khwaja Ubaidullah (1958), **Risala Anfaas Nafisa**, edited by Professor Dr. Ghulam Mustafa Khan, Haji Mahboob Elahi, owner of Sindh Tannery & Mehr Textile Mill, Hyderabad, Sindh.
8. **Al-Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad**. *Talash-e-Haq* (Urdu translation of *Al-Munqidh min al-Dalal*), translated by Dr. Khalid Hassan Qadri. Punjab Auqaf Academy, Department of Auqaf Punjab, Lahore, 1996.
9. **Al-Qadri, Dr. Muhammad Tahir**. *Noor al-Absar bi Dhikr al-Nabi al-Mukhtar*. Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore, 2001.
10. Choharvi, Khwaja Muhammad Abdul Rahman (1982), **Hazrat Khwaja, Majmu‘a Salawat al-Rasool**, Anjuman Rahmaniya Ahmadiya Sunniya, Solah Shahar, Chattogram, Bangladesh.
11. Choharvi, Muhammad Abdul Rahman, Hazrat Khwaja (2017), **Ahsan al-Husna Sharh Asma al-Husna**, Dar al-Uloom Islamiya Rahmaniya, Haripur Hazara.
12. Ibn Arabi, Sheikh al-Akbar Muhyiddin (1998), **Al-Futuhat al-Makkiyyah**, *Bab al-Tasi‘ wal-Sittun fi Ma‘rifat Asrar al-Salat wa ‘Umumiha*, Dar Ihya Turath al-‘Arabi.